مانع حمل، اقدامات اور معاصر اجتہادات۔ تحقیقی جائزہ

حافظ عبدالباسط خان*

اٹھارہویں صدی کی آخری دہائی میں رابرٹ مالتھس نے اپنا نظریہ آبادی اپنے ایک مضمون An essay on population and as it effects the future Improvement of society میں بیان کیا۔ اس کا کہنا تھا کہ آبادی Geometric Ratio یعنی ۱، ۲، ۴، ۸، ۱۶، ۳۲ اور غذا Arithmetic Ratio یعنی ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶ سے بڑھتی ہے۔ اس لیے آبادی پر ایجابی مانعات جو قدرت کی طرف سے ہیں، موجود ہیں۔ ان میں بری عادتیں، غربت، غیر صحت مند پیشے، بچوں کی ناقص تربیت، وبائیں، جنگیں اور قحط شامل ہیں۔ انسدادی مانعات میں دیر سے شادی کرنا اور شادی کے بعد اپنے اوپر کچھ قدغنیں لگانا شامل ہے۔

مالتھس کا یہ نظریہ قبول عام حاصل نہ کر سکا اس لیے کہ آبادی میں اضافہ تو وہ حساب لگا کر بتا سکتا تھا لیکن صنعت وحرفت وایجادات کی ترقی کے باعث غذائی پیداوار کس قدر بڑھ جائے گی، یہ بتانا اس کے بس میں نہ تھا۔ (۱)

البتہ اتنا ضروری ہوا کہ منع حمل پر یورپ وامریکہ میں بحث شروع ہوگئی۔ ۱۸۷۹ء میں ایک کتاب Law of Population شائع ہوئی جس کے ایک لاکھ پچھتر ہزار نسخے پہلے ہی سال فروخت ہو گئے، ۱۹۶۷ء میں اقوام متحدہ کی ایک Policy Statement وضع ہوئی جس پر ۲۶ اقوام نے دستخط کیے، ان میں پاکستان بھی شامل تھا۔ دنیا کی آبادی پر ایک اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں آبادی کے حیرت انگیز اضافے پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور سربراہان مملکت نے اس عزم کا اظہار کیا کہ تحدید آبادی کو ملکوں کی تعمیر نو کے پروگرامز میں شامل کرنا چاہیے اور ہر فرد کا بہتر سہولیات کی فراہمی، عمدہ زندگی، عالمی امن وغیرہ جیسے عظیم مقاصد کے لئے اولاد میں تحدید ایک بنیادی انسانی حق ہے۔ (۲)

لیکن خود مغرب نے اس تحریک کے نقصانات کو محسوس کیا چنانچہ مغربی مفکرین نے اس تحریک کی مندرجہ ذیل تباہ کاریاں ذکر کی ہیں۔

۱۔ طبقات کا عدم توازن، ۲۔ زنا اور امراض خبیثہ کی کثرت۔ ۳۔ طلاق کی کثرت

۴۔ شرح پیدائش میں کمی۔ (۳)

غالباً برصغیر میں اس تحریک کی آمد بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس تحریک کو حکومتوں کی ترجیحات میں شامل کر دیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد پچاس اور ساٹھ کی دہائی میں اس تحریک کے خلاف کثیر لٹریچر شائع ہوا جس میں اس تحریک کے اغراض ومقاصد اور خدشات ونقصانات کو واضح کیا گیا۔ دوسری طرف ایک گروہ ان حضرات کا بھی پیدا ہوا جو اسے ایک قومی تحریک کی شکل میں بھرپور طریقے سے اپنانے کے پرزور حامی تھے۔ دونوں گروہوں کا مؤقف اور دلائل درج ذیل ہیں۔

منصوبہ بند منع حمل کے مجوزین۔ مؤقف ودلائل:

مجوزین کا کہنا ہے کہ تحدید نسل کو اجتماعی شکل میں اپنانا نہ صرف جائز ہے بلکہ وقت کی اہم ترین ضرورت بھی ہے۔ دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

*اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۔ مجوزین کا سب سے بڑا متدل وہ احادیث ہیں جن میں **عزل** کی اجازت دی گئی ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ کسی بھی حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے عزل سے واضح طور پر منع نہیں فرمایا بلکہ بقول حضرت جابرؓ کہ **ہم عزل کیا کرتے تھے اور قرآن اس وقت نازل ہورہا تھا**۔(۴) مجوزین کا کہنا ہے کہ حدیث میں عزل کو ''**الوأد الخفی**'' جو کہا گیا ہے وہ یہود کا قول ہے نہ کہ حضرت محمد ﷺ کا۔ ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنی لونڈی سے عزل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ یہودا سے مؤدودۃ صغری (چھوٹا قتل) کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ''**کذبت الیھود ان اللہ اذا اراد ان یخلقہ فلم یمنعہ**''(۵) یعنی یہود جھوٹ کہتے ہیں اگر اللہ کسی کو پیدا کرنا چاہے تو تم اسے روک نہیں سکتے۔ نیز حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عزل میں کوئی حرج نہیں یہ مؤدودۃ (زندہ قتل) نہیں ہوسکتا جب تک اس پر سات ادوار نہ گزر جائیں۔(۶) مجوزین کا مؤقف ہے کہ عزل کی مطلقا اجازت ہے۔

۲۔ دوسرا متدل وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے چار چیزوں سے پناہ مانگی ہے۔

''**کان یتعوذ من سوء القضاء ومن درک الشقاء ومن شماتۃ الاعداء ومن جھد البلاء**''(۷)

یعنی جھد البلاء (سخت مصیبت) درک الشقاء (بدبختی) سوء القضاء (بری قسمت) اور شماتۃ الاعداء (مصیبتوں پر دشمنوں کا خوش ہونا) سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

یہاں جھد البلاء کی دو تفسیریں منقول ہیں۔

۱۔ مال کی کمی، عیال کی کثرت اور مشقت کی زندگی۔

۲۔ ایسی آزمائشی حالت کہ انسان موت کو ترجیح دینے لگے اور موت کی آرزو کرنے لگے۔(۸)

ان دونوں معانی کو جمع کیا جائے تو نتیجہ نکلے گا کہ کثرت عیال اور قلت مال کے سبب ایسی آزمائشی حالت کہ انسان موت کی تمنا کرنے لگے۔(۹)

۳۔ **امام غزالی** کا مؤقف ہے کہ عیال کی کثرت سے بچنے کے لیے بھی عزل کیا جاسکتا ہے۔(۱۰)

۴۔ ایک دلیل یہ بھی ذکر کی جاتی ہے کہ **منصوبہ بندی** اور پلاننگ کا تعلق غور وفکر اور تدبر کے ساتھ ہے۔ منصوبہ بندی کا معنی ہے کام کو غور وفکر کے ساتھ تنظیم کے ذریعہ کرنا اور اس تنظیم کا حکم قرآن کریم نے بھی دیا ہے۔ آیات تفکر اسی کی طرف مشیر ہیں۔ نیز قوم کی آگہی کے لیے اجتماعی سطح پر اس کا آغاز درست ہے۔(۱۱)

۵۔ خاندانی منصوبہ بندی ایک سماجی مسئلہ ہے جو ہر ملک وقوم کے معروضی حالات کے ساتھ منسلک ہے۔ اس کا مذہب کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہیں۔(۱۲) یہ اور اس طرح کے چند ملتے جلتے دلائل مجوزین کی طرف سے ذکر کیے گئے ہیں۔

مانعین کا مؤقف:

علماء کی اکثریت قومی سطح پر تحدید نسل کی تحریک کو ناجائز قرار دیتی ہے۔ ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

دلائل:

۱۔ تحدید نسل کی تحریک مغرب کی ایک سازش ہے جس کے تحت وہ عالم اسلام کی بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس تحریک کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لیے وسیع دولت پسماندہ ممالک میں بالعموم اور مسلم ممالک میں بالخصوص خرچ کی جارہی ہے۔(۱۳)

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۲۔قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ (۱۴)

اپنی اولاد کو غربت و افلاس کے ڈر سے مت قتل کرو۔

اس تحریک کے حاملین جن وجوہات کی بناء پر تحدید کے قائل ہیں ان میں سے سب سے بڑی وجہ معاش ہے لہذا یہ تحریک قرآن کی اس نص مذکورہ کی صریح مخالفت ہے۔(۱۵)

۳۔رسول اکرم ﷺ کا ارشاد معقل بن یسارؓ سے مروی ہے:

تزوجوا الولود الودود فانی مکاثربکم الامم" (۱۶)

ایسی عورتوں سے شادی کرو جو خوب بچے پیدا کرنے والی اور خوب محبت کرنے والی ہوں اس لئے کہ میں اپنی امت کی کثرت پر قیامت کے دن فخر کروں گا۔

۴۔مرد و عورت کی ساخت ایک دوسرے سے مختلف رکھی گئی ہے۔عورت کے جسم کی ساخت اور جسم میں ہونے والے افعال حقیقت میں رکھے ہی تولید کے لئے گئے ہیں۔اسی لئے جب عورت کے جسم میں تولید کی صلاحیت مرور عمر کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے تو اسی دور میں اس کا ضعف اور بڑھاپا شروع ہو جاتا ہے۔اسی طرح مرد کے جنسی غدود نہ صرف انسان میں تولید کی قوت پیدا کرتے ہیں بلکہ جسم کو رونق، حسن و جمال اور تازگی فراہم کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جب کسی مرد کے جسم میں یہ غدود کمزور ہوتے ہیں تو پھر نہ صرف اس کی تولیدی صلاحیت ماند پڑ جاتی ہے بلکہ جسم پر بھی ضعف کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ عمل تولید کو روکنا خالق کے نظام میں دخل دینا ہے۔مولانا مودودی کے بقول:

> ''وہ شخص جو زوجی تعلق سے محض لذت حاصل کرتا ہے اور بقائے نسل کے مقصد کو پورا نہیں ہونے دیتا، نسل کشی کا ارتکاب کرتا ہے، یہی نہیں بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا وہ فطرت کے ساتھ دغا بازی کر رہا ہے۔'' (۱۷)

یہ ان دلائل کا ماحصل اور خلاصہ ہے جو فتاوی اور دیگر کتب میں ذکر کئے گئے ہیں۔

مجوزین کی طرف سے دلائل عدم جواز کے جوابات:

مجوزین نے جہاں جواز کے دلائل ذکر کئے ہیں وہاں عدم جواز کے دلائل کے جوابات بھی دیے ہیں۔انکا کہنا ہے کہ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ (۱۸) میں جیتی جاگتی زندہ اولاد کے قتل کا ذکر ہے نہ کے ایسی اولاد کا جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی بلکہ اس کی تخلیق شروع بھی نہیں ہوئی۔(۱۹)

"**تزوجوا الولود الودود**" حدیث کا جواب تو ایک تو یہ دیا گیا کہ یہ حدیث ضعیف اور مرسل ہے۔

ڈاکٹر محمد فاروق خان لکھتے ہیں:

> ''اس ضمن میں ایک روایت بھی پیش کی جاتی ہے جس کے مطابق باہم شادی بیاہ کرو تا کہ تمہاری کثرت ہو اور میں قیامت کے دن اپنی امت پر فخر کروں۔یہ روایت جامع السیوطی میں تحریر ہے یہ ایک ضعیف اور مرسل روایت ہے (یعنی حضور ﷺ تک اس کا سلسلہ منقطع ہے) (۲۰)

ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ اس روایت میں زیادہ بچے جننے یعنی ''الولود'' کا لفظ اضافی ہے۔بعد میں

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

درج کیا گیا ہے''۔(۲۱)

بعض کا کہنا ہے کہ اس حدیث کے مکمل متن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ اس وقت فرمایا جب ایک سائل مسلسل تین دفعہ ایسی عورت سے شادی کرنیکی اجازت طلب کرنے کے لئے آیا تھا جو بانجھ تھی۔ تیسری مرتبہ بھی منع فرما کر آپ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔(۲۲)

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ ارشاد اس وقت کے لئے تھا جب امت کو افرادی قوت کی ضرورت تھی۔(۲۳)

بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ شادی سے پہلے کسی خاتون کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہو گی۔ علماء کا کہنا ہے کہ بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی خواتین بچے پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔ اب ایسے خاندان نہیں۔(۲۴)

یہ دلیل کہ مغرب نے یہ تحریک مسلمانوں کی تحدید نسل کے لئے شروع کی ہے، کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ دنیا کی آبادی کا مجموعی طور پر بڑھنا ترقی یافتہ ممالک کے لیے بطور خاص نقصان دہ ہے۔ اس لیے کہ تنگ و افلاس میں مبتلا اقوام ترقی یافتہ ممالک پر چڑھ دوڑیں گی۔ اس لیے مغرب کا یہ اقدام بطور مجموعی پوری دنیا کے لئے مفید ہے۔(۲۵)

ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ مغربی اقوام نے جب اپنے ملکوں کی آبادی کو بڑھتا ہوا دیکھا تو خود بھی تحدید شروع کر دی اب جب ان کی آبادی ایک خاص حد تک کم ہوگئی ہے تو وہ دوبارہ تکثیر آبادی کی مہم پر عمل پیرا ہیں۔ چونکہ ہمارے ملک کی آبادی وسائل معاش کے مقابلے میں بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اس لئے ہمیں تحدید کی مہم پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔(۲۶)

نتیجہ بحث:

مغرب میں تقلیل و تحدید آبادی کے جو بھیانک نتائج نکلے ہیں وہ کسی واقف حال سے مخفی نہیں۔ مغربی ممالک میں شرح پیدائش کی حیرت انگیز کمی کے خدشات مندرجہ ذیل ہیں۔

برطانوی ماہرین اپنے ملک میں گھٹتی ہوئی آبادی کے بارے میں سخت پریشان ہیں کیونکہ وہاں ملک چلانے کے لئے مطلوبہ افراد میسر نہیں۔ نیز ۲۰۳۰ء تک جاپان، یورپ اور امریکا میں آبادی اتنی کم ہو جائے گی کہ بچوں کے چچا ماموں اور پھوپھا نہیں ہونگے بلکہ صرف انکے دادا اور پردادا ہونگے۔ اسی طرح ۲۰۴۰ء تک برطانیہ میں عیسائی آبادی ۲۷ فیصد سے گھٹ کر ۲۳ فیصد رہ جائے گی۔ نیز اگر جاپان میں بچوں کی شرح پیدائش ۱۰۲۹ کے حساب سے برقرار رہی تو ۳۳۰۰ء تک پوری جاپانی قوم دنیا سے ختم ہو جائے گی۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ بتاتی ہے کہ ۲۰۵۰ء تک جاپان، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، یورپ اور جنوبی امریکا میں سالانہ دس لاکھ افراد کی کمی ہوگی۔ شاید اس لئے اب آسٹریلیا میں کمسن لڑکیوں کے حاملہ ہونے کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے انہیں پہلے ۲۱۰۰ ڈالر فی بچہ پیدائش پر ملتا تھا جو اب ۳۵۰۰ امریکی ڈالر کیا جا رہا ہے۔(۲۷)

ظاہر ہے کہ ان بھیانک خدشات سے اتنا اندزہ ہو جاتا ہے کہ تحدید کی یہ تحریک کچھ نہ سہی یہ منفی نتیجہ ضرور رکھتی ہے، پھر یہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ تحدید نسل کوئی Switch نہیں کہ اسے جب چاہا چلا (On) کر دیا اور جب چاہا بند (off) کر دیا۔ یہ تو ایک فکر اور تہذیب کا نام ہے۔ منصوبہ بند منع حمل حقیقت میں اولاد کی پرورش و پرداخت سے گریز کی راہ ہے۔ اور جب انسان اس راستے پر چل پڑتا ہے تو پھر پوری قوم کو دوبارہ تکثیر کی راہ پر لانا

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے۔ خصوصا جبکہ انسان کی آنے والی ہر نسل پچھلی سے جسمانی طور پر بھی کمزور ہے۔

باقی مجوزین کے مانعین کے دلائل پر اعتراضات انتہائی سطحی نوعیت کے ہیں۔ مندرجہ بالا قرآن کریم کی آیت کا مفہوم بالکل واضح ہے اور عرب فقر وافلاس ہی کے باعث اولاد کو قتل کیا کرتے تھے۔ اب قتل خواہ پیدا شدہ اولاد کا ہو، خواہ پیٹ میں موجود اولاد کا ہو، خواہ قوت تولید کے خاتمے کے ذریعے آئندہ پیدا ہونے والی اولاد کا ہو، جب علت ایک ہی ہے تو حکم بھی ایک ہی ہوگا۔ مفتی محمود حسن گنگوہی لکھتے ہیں:

> ''قتل اولاد بھی ممنوع ہے اور قتل اولاد جس نظریہ اور مقصد کے لئے تھی وہ مقصد ونظریہ بھی مذموم وغیر مشروع ہے۔'' (۲۸)

حدیث مذکور بھی اپنی سند اور متن کے اعتبار سے صحیح ہے اور اس کا مفہوم واضح ہے۔ اس حدیث کو متعدد اصحاب صحاح، سنن ومسانید نے ذکر کیا ہے جیسا کہ اس کی حوالہ جات میں کی گئی تخریج سے ظاہر ہے۔ منشاء حدیث یہی ہے کہ تخلیق آدم اور رشتہ ازواج کی مشروعیت کی حکمت ومقصد کو پورا پورا ادا کرنے والی خواتین سے شادی کرنا چاہیے۔ کیونکہ اولاد ہی زن وشو کے درمیان محبت کا سبب ہوتی ہے۔ اگر کسی قرینہ مثلا علاقہ، غذا، خاندان، آب و ہوا اور عمومی صحت سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ عورت بار آوری کے اعتبار سے زیادہ زرخیز Fertile ہے تو اسی سے نکاح کرنا چاہیے۔

عزل اگرچہ ائمہ اربعہ کے ہاں مشروع ہے لیکن احادیث کے مجموعی مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عزل کے تین اسباب تھے۔

(۱) لونڈی سے اولاد نہ ہو۔ (۲) لونڈی سے اولاد ہوگی تو وہ ام ولد بن جائے گی اور اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھنا پڑے گا۔ (۳) زمانہ رضاعت میں حمل ٹھہر جانے سے شیر خوار بچے کو نقصان ہوگا۔

مگر ان تینوں اسباب کے باعث عزل کسی اجتماعی تحریک کی صورت میں اختیار نہیں کیا جا رہا تھا۔ بلکہ انفرادی ضروریات کے تحت اختیار کیا جا رہا تھا۔ (۲۹)

امام غزالی کے قول کا جواب یہ ہے کہ وہ شافعی المسلک تھے۔ شافعیہ میں نکاح سے عبادت زیادہ بہتر ہے۔ تو جب نکاح ہی کی حیثیت ان کے ہاں ثانوی ہے تو اولاد کا بوجھ تو بطریق اولی مانع اولاد ہوگا۔ (۳۰)

اسی طرح حدیث ''جھد البلاء'' کا مفہوم بھی اہل عیال کی کثرت لے لینا دوسری بہت سے احادیث سے متعارض ہے۔

موانع حمل (انفرادی سطح پر):

سطور بالا میں منصوبہ بند منع حمل سے متعلق فقہی آراء نقل کی گئی ہیں۔ اب انفرادی سطح پر منع حمل کے اعذار و جوہ کے متعلق خطہ پاک وہند کے فقہاء کی آراء نقل کی جاتی ہیں۔

انفرادی سطح پر منع کے دو مدارج ہو سکتے ہیں۔

۱۔ مصنوعی بانجھ پن ۲۔ عارضی منع حمل

مصنوعی بانجھ پن:

عورتوں میں مصنوعی بانجھ پن کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں۔

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۔ رحم کو کاٹ کر جدا کر دینا۔ (Hysterectomy)

۲۔ رحم کی نالیوں کو بند کرنا۔ (Tubal ligation)

۳۔ رحم کی نالیوں کو گرہ دے کر قطع کرنا (Resection with ligation)

جبکہ مردوں میں اس کے دو طریقے ہیں۔

۱۔خصی کرنا (Castration) ۲۔آپریشن کرنا (Vasectomy)

خصی کرنے کا طریقہ پہلے زمانے میں رائج تھا۔اس میں خصیتین کو کاٹ کر جدا کر دیا جاتا ہے۔(۳۱) جبکہ آپریشن vasectomy میں نسیں یا تو اس قابل نہیں رہتیں کہ ان سے ہو کر مادہ تولید گزرے یا ان نسوں کو اس طرح سے گرہ دی جاتی ہے کہ حسب ضرورت انہیں کھولا جا سکے۔(۳۲)

مصنوعی بانجھ پن کے سلسلے میں بعض علماء نے اسے مطلقاً ناجائز ذکر کیا ہے اور انہوں نے اعذار کی بنا پر کسی استثناء کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ بعض علماء نے ناجائز قرار دینے کے ساتھ ساتھ بعض اعذار کا بھی ذکر کیا ہے۔تفصیل آگے آ رہی ہے۔

''مصنوعی بانجھ پن کی حرمت کے دلائل'':

خصی ہونا حرام ہے:

۱۔ **عن عبد الله بن مسعودؓ قال کنا نغزو مع رسول الله ﷺ لیس معنا نساء فقلنا الا نختصی فنهانا عن ذلک'' (۳۳)**

۲۔ **عن ابی هریرةؓ قال قلت یا رسول الله انی رجل شاب وانا اخاف علی نفسی العنت ولا اجد ما أتزوج به النساء کانه یستاذنه فی الاختصاء قال فسکت عنی ثم قلت مثل ذلک فسکت عنی ثم قلت مثل ذلک فسکت عنی ثم قلت مثل ذلک فقال النبی ﷺ یا اباهریرةؓ جف القلم بما هو کائن فاختص علی ذلک او زر'' (۳۴)**

پہلی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ غزوہ میں تھے ہمارے ساتھ بیویاں نہیں تھیں ہم نے چاہا کہ خصی ہو جائیں آپؐ نے منع فرما دیا۔ دوسری حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ابوھریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے خصی ہونے کی اجازت چاہی اور عذر یہ پیش کیا کہ مجھے زنا کا خوف رہتا ہے اور نکاح کی (مالی) طاقت مجھ میں نہیں۔آپؐ نے تین مرتبہ سکوت فرمایا اور چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تقدیر لکھی جا چکی اگر تیری قسمت میں خدانخواستہ زنا کرنا لکھا ہے تو وہ ہو کر رہے گا خصی ہونے سے فرق نہیں پڑے گا۔

ایک روایت میں سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ عثمان بن مظعونؓ کو آپ ﷺ نے خصی ہونے کی اجازت نہیں دی اگر دے دیتے تو ہم بھی خصی ہو جاتے۔(۳۵)

۲۔تغییر لخلق اللہ حرام ہے: نس بندی تغییر لخلق اللہ بھی ہے یعنی آدمی مستقل طور پر جب قوت تولید ضائع کر دے تو یہ تغییر ہے جو کہ حرام ہے۔(۳۶) مفسرین نے قرآن کریم میں شیطان کے مقولہ:

﴿وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ (۳۷)

میں انہیں امیدیں دلا دوں گا اور انہیں حکم کروں گا پس وہ ضرور بالضرور اللہ کی تخلیق کو تبدیل کریں گے۔

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس میں غلاموں کو خصی کرنے کی ممانعت بھی شامل ہے۔(۳۸)

۳۔ یہ نکاح کے مقصد (بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰه) (۳۹) کی صریح خلاف ورزی ہے۔یعنی آیت بالا میں مقصد نکاح، اولاد کا حصول ہے جو نس بندی میں دائمی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔

نیز حدیث "تزوجو الولود الودود فانی مکاثربکم الامم" کے بھی خلاف ہے۔(۴۰)

۴۔ اگر کسی مرد یا عورت کی قوت تولید ضائع کر دی جائے تو دیت واجب ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قوت تولید کا ضائع ہو جانا کتنا بڑا نقصان ہے۔(۴۱)

۵۔نسبندی مثلہ ہے۔ نیز شرک فی الاحکام ہے۔اس لئے مداخلت فی الدین ہے۔(۴۲)

نس بندی کی استثنائی صورتیں:

ان دلائل مذکورہ بالا کی بنیاد پر مستقل نس بندی چاہے مرد میں ہو چاہے عورت میں ناجائز قرار دی گئی ہے۔ البتہ بعض علماء نے چند استثنائی صورتوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ کسی مرض مثلاً رحم کی رسولیوں یا سرطان کے ابتدائی مرحلہ میں رحم کو کاٹ کر جدا کر دیا جائے۔(۴۳)

۲۔ ماہر اطباء کی یہ رائے ہو کہ اگر استقرار حمل ہوا تو زچہ کی جان جانے یا عضو کے تلف ہو جانے کا خطرہ ہے۔(۴۴)

۳۔ عورت مجنون ہے اسے کچھ ہوش نہیں رہتا اور وہ خود طہارت نہیں کر سکتی تو ایسی عورت کے لئے حیض کی نجاست وغیرہ سے بچنے کے لئے ایسا کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں اصلاح احوال ہے اور کوئی غرض فاسد نہیں۔(۴۵)

۴۔ زوجین میں سے کوئی موذی اور شدید مرض میں مبتلا ہے اور ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق مرض اولاد میں متعدی ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے مثلاً جذام، جنون اور دیگر امراض اور عارضی منع حمل کی تدبیریں کارگر نہیں ہو رہیں یا وہ شخص دماغی عدم توازن کے باعث عارضی تدابیر اختیار نہیں کر سکتا اور کوئی ایسا رشتہ دار بھی نہیں جو اولاد ہونے کی صورت میں پرورش کر سکے تو پھر اس فقہی قاعدے کے تحت کہ ضرورات، محظورات کو حلال کر دیتی ہیں، اجازت دی جا سکتی ہے۔(۴۶)

عارضی موانع حمل:

جہاں تک عارضی موانع حمل کا تعلق ہے تو اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

۱۔فطری منع حمل ۲۔عزل

۳۔ بیرونی استعمال کی چیزیں ۴۔ داخلی استعمال کی چیزیں

۱۔فطری حمل:

فطری منع حمل کا مطلب یہ ہے کہ شوہر بیوی سے ان ایام کے اندر مجامعت نہ کرے جن میں طبی نقطہ نظر سے حمل ٹھہرنے کا تقریباً یقین ہوتا ہے۔ یہ وہ دن ہوتے ہیں جن میں بیضہ پختہ ہو کر باہر آتا ہے اور حیونات منی (sperms) سے بار آور ہونے کے لئے منتظر ہوتا ہے۔ ان دنوں کے بعد وہ بیضہ اگر بار آور نہ ہو تو نکل (Release) جاتا ہے۔(۴۷)

۲۔عزل:

منع حمل کا قدیم طریقہ ہے۔عزل کا معنی یہ ہے کہ مرد اس وقت اپنے آلہ تناسل کو شرمگاہ سے باہر نکال لے،

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جب انزال قریب ہو، یوں مادہ منویہ بجائے شرمگاہ کے خارج میں ضائع ہو جاتا ہے۔

بیرونی اور داخلی استعمال کی چیزیں:

الف۔ مانع حمل ادویات۔(Contraceptive drugs)

ان گولیوں کی مختلف اقسام ہیں۔ ان میں اسٹروجن (Estrogen) یا پروجیٹسر یرون (Progesterone)یا دونوں شامل ہوتے ہیں۔ مقدم الذکر ovulatin کو روکتا ہے یعنی بیضہ دانی سے انڈے نہیں نکلتے جبکہ مؤخر الذکر حیونات منی (sperms) کو رحم (uterus) کے اندر جانے سے روکتا ہے۔ پروجیٹسر یرون کے ایسے ماچس کی تیلی کی طرح کے کیپسولز بھی ہوتے ہیں جو بازو کے اوپر والے حصہ میں جلد کے نیچے رکھے جاتے ہیں۔ یہ بعد میں آپریشن کے ذریعے نکال دیئے جاتے ہیں تا کہ ان کا اثر (منع حمل) ختم ہو جائے۔

ب۔ منع حمل کے خارجی طریقے:

ا۔ **کنڈوم: (Condom)** ربڑ کا ایک غبارہ جو مرد بوقت مجامعت اپنے آلہ تناسل پر چڑھا لیتا ہے۔ جس سے منی اس غبارے میں خارج ہو جاتی ہے۔

ب۔ (Cavical cap) یا(diaphragm): یہ نرم ربڑ کے کیپ سے ہوتے ہیں جو رحم کے منہ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔

ج۔ **کوپرٹی** (Copper T) جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ انگریزی حرف (T) کی شکل کا تانبے کا ایک تار ہوتا ہے جو رحم کے منہ پر لگا دیا جاتا ہے جس سے منی اندر نہیں جاتی۔

د۔ **چھلا۔**(IUD): یہ پلاسٹک سے بنا ہوتا ہے اور رحم کے منہ میں رکھا جاتا ہے یہ تقریباً چار سال تک اندر رکھا جا سکتا ہے۔

ھ۔ **ڈوشنگ: (Douching)** اس میں عورت مجامعت کے فورا بعد اپنی اندام نہانی کو مختلف طریقوں سے دھو لیتی ہے۔

و۔ ٹیکہ۔ ایک ٹیکہ اڑھائی ماہ تک حمل کو روکتا ہے۔

ز۔ پانی کی پچکاری سے رحم کو دھونا۔(۴۸)

فطری طریقۂ منع حمل کے متعلق آراء:

جہاں تک منع حمل کے فطری طریقے کا تعلق ہے تو اس کے متعلق ایک رائے یہ ہے کہ یہ نیت پر موقوف رہے گا۔ اگر کرنے والے کی نیت درست ہے یعنی وہ ایسا ان اعذار و امراض کی وجہ سے کر رہا ہے جو شریعت میں معتبر ہیں۔ مثلاً عورت کی صحت کا حمل کی تکلیف کا متحمل نہ ہونا، تو پھر یہ عمل جائز ہے ورنہ نیت فاسد ہونے کی صورت میں یہ عمل بھی ناجائز ہوگا۔ مثلاً بچوں کے اخراجات، رزق اور تعلیم وغیرہ کی طرف نظر کرتے ہوئے ایسا کرنا۔(۴۹)

ایک رائے یہ ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اس لئے کہ مرد کو اجازت ہے کہ وہ جب چاہے بیوی سے مقاربت کرے اور جب چاہے نہ کرے۔(۵۰)

This document was created by an application that isn’t licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

دیگر طریقے اور ان کے استعمال کا حکم:

جہاں تک منع حمل کے دیگر طریقوں کا تعلق ہے تو ان کے درمیان حکم کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔ بلکہ مضر صحت نہ ہونے کی صورت میں سب کا حکم یکساں رکھا گیا ہے۔

روایتی ذخیرۂ فقہ میں مذکور اعذار و امراض: اس سلسلے میں جو عام اعذار و امراض قدیم کتب فقہ میں مذکور ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ عورت حمل کی تکلیف کی متحمل نہ ہو۔

۲۔ عورت دور کے سفر میں ہے جہاں مستقل قیام و قرار کی نیت نہیں اور جائے قرار مہینوں کی مسافت پر ہے۔

۳۔ مرد و عورت کے تعلقات ناخوشگوار ہیں اور علیحدگی کا ارادہ ہے۔

۴۔ زمانے کے بگاڑ کی وجہ سے اولاد کے بگڑ جانے کا قوی امکان ہے۔(۵۱)

معاصر اردو فقہی ادب میں مذکور اعذار و امراض: برصغیر کے فقہاء میں سے بعض نے صرف ان اعذار کا ذکر کیا ہے اور ان کے باعث عارضی منع حمل کی اجازت دی ہے۔(۵۲)

بعض علماء نے مؤخر الذکر کا تذکرہ نہیں کیا باوجودیکہ وہ قدیم عام کتب فتاوی میں دوسرے اعذار کیساتھ مذکور ہے۔(۵۳)

بعض نے ان کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل کا اضافہ کیا ہے۔

۱۔ بچہ کے بارے میں قوی امکان ہے کہ وہ موذی امراض مثلاً سرطان، ایڈز وغیرہ میں مبتلا پیدا ہوگا۔(۵۴)

۲۔ بعض نے اس کے ساتھ اس کا بھی اضافہ کیا ہے کہ نئے بچے کی معاشی کفالت والدین پر غیر معمولی بوجھ ہو گی اور باپ کا حرام کسب کی طرف جانے کا امکان ہے۔ یہ رائے مولانا سلطان احمد اصلاحی، مولانا سعود عالم قاسمی اور مولانا زبیر احمد قاسمی کی ہے۔(۵۵) جبکہ دیگر فقہاء نے اس سبب سے منع حمل کی تدبیر کی سخت مخالفت کی ہے۔(۵۶)

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر عورت حمل کا بوجھ اٹھا سکتی ہے مگر دماغی امراض یا دیگر جسمانی امراض میں مبتلا ہے لیکن خاوند بچے کی رضاعت و تربیت کا انتظام کر سکتا ہے تو پھر بھی منع حمل کی اجازت نہیں ہے بلکہ اگر باپ ایسے امراض میں مبتلا ہے کہ وہ کفالت نہیں کر سکتا مگر دیگر عزیز و اقارب کفالت کر سکتے ہیں تو پھر بھی منع حمل جائز نہیں۔(۵۷)

۳۔ بعض کا کہنا ہے کہ امام غزالیؒ کے کلام سے جب یہ معلوم ہو رہا ہے کہ عورت کے حسن جمال کی خاطر منع حمل کی تدابیر اختیار کرنا جائز ہے تو پھر اگر عورت کو یہ قوی گمان ہے کہ میرے حسن کے ڈھل جانے سے مرد کی محبت کم ہو جائے گی کیونکہ وہ بد اخلاق ہے اور بد اخلاقی مزید بڑھ جائے گی، تو پھر حسن و جمال کو قائم رکھنے کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔(۵۸)

ان تمام آراء کا **استدلالی محور** مندرجہ ذیل امور ہیں۔

۱۔ کیا عزل کرنا شریعت اسلامیہ میں مندوب و مستحسن ہے یا کسی عذر و مرض کے ساتھ منسلک ہے۔

۲۔ حسن و جمال کا برقرار رکھنا اور معاش کے عنصر کو، ان اعذار پر قیاس کیا جا سکتا ہے جو فقہاء نے ذکر کئے ہیں۔

۳۔ تکثیر اولاد شریعت میں بہر صورت مطلوب ہے یا حالات و شرائط کے ساتھ منسلک ہے۔

جہاں تک عزل کا تعلق ہے تو حنفیہ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ جبکہ دیگر محدثین و محققین اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

احادیث سے دونوں نقطہ ہائے نظر کی تائید ہوتی ہے۔(۵۹) تاہم محققین حنفیہ بھی اسے بکراہت جائز کہتے ہیں۔ ملاعلی قاریؒ **"ذلک الوأد الخفی"**
کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"ذالک لایدل علی حرمتہ بل یدل علی کراھتہ" (۶۰)

اسی طرح مولانا شبیر احمد عثمانی دونوں طرح کی روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"فالذی یترجح عن مجموع الادلۃ کراھۃ العزل وکونہ غیر مرضی من غیر تحریم" (۶۱)

''الحاصل جو نقطہ نظر تمام دلائل پر غور کرنے سے ترجیح پاتا ہے وہ یہی ہے کہ عزل بہرحال مکروہ اور ناپسندیدہ ہے البتہ حرام نہیں ہے۔''

باقی قدیم کتب فقہ میں جن اعذار وامراض کے باعث عزل کی اجازت ہے، ان کے درست ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ سوائے اس عذر کے کہ فساد زمانہ کے باعث اولاد کے بگڑ جانے کا امکان ہے اس لیے کہ یہ عذر اضافی ہے اور ہر زمانہ میں بہرحال کسی نہ کسی درجے میں موجود رہتا ہے۔ البتہ عورت کی بد اخلاقی اگر واقعتاً اولاد میں سرایت ہو جانے کا قوی امکان ہو اور مرد اس معاملہ میں کسی بھی وجہ سے بے بس ہو تو حالات وظروف کے دیکھتے ہوئے اس کی اجازت بھی ہوسکتی ہے۔

جہاں تک پھر معاش اور رزق کی تنگی کے خوف سے مانع حمل ذرائع اور وسائل کو اختیار کرنے کا تعلق ہے تو معاملہ صرف دو وقت کی روٹی کا نہیں بلکہ بچوں کی تعلیم وتربیت پر اٹھنے والے غیر معمولی اخراجات کا ہے۔

اس لیے اس عذر کو اگر والدین کی رائے ہی پر چھوڑ دیا جائے تو بہتر ہے۔ اس معاملہ میں بڑی جامع اور عمدہ بات مولانا زبیر احمد قاسمی نے کہی ہے۔

مولانا لکھتے ہیں کہ اگر ایک طرف نکاح کرنے کے بارے میں قرآن نے ترغیب دی ہے تو دوسری طرف یہ بھی کہا ہے کہ جو نکاح کے لیے مالی قدرت نہ رکھتا ہو وہ اللہ کی طرف سے غناء و وسعت کا انتظار کرے تو پھر اسی طرز پر یہ کیوں نہیں کہا جا سکتا کہ ﴿ومامن دابۃ﴾ آیت کی روشنی میں معمولی اور اضافی فقر وافلاس منع حمل کی مطلق بنیاد نہیں بن سکتا مگر اولاد کے حقوق کی ادائیگی کا سامان اور ان کی استطاعت ہی نہ ہو تو ایسے والدین کو منع حمل کی اجازت ہوسکتی ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں:

> حضرت امام غزالیؒ کوئی تجدد پسند محقق، فکر الحاد کے شکار اور آج کی اصطلاح میں کوئی روشن خیال عالم نہیں تھے بلکہ آیات وروایات پر ان کی گہری اور وسیع نظر تھی وہ جزرس متبحر اور نکتہ رس مبصر تھے شمع نبوت سے مستنیر قلب صالح کے مالک خدا ترس خدا رسیدہ بزرگ تھے یہ ٹھیک ہے کہ ان کی تمام رایوں سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا اور انہوں نے جن اسباب کی بنیاد پر عزل کی شکل میں عارضی منع حمل کی اجازت دی ہے سب ہی میں اصاب فیما اجاب نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن کثرت اولاد کی اس صورت خاص میں اگر ان کی رائے کو صائب تسلیم کر لیا جائے تو ہم بدعت قول سے مطعون نہیں ہوں گے، تفصیل مطلوب ہو تو احیاء علوم الدین ۲/۴۸ دیکھا جا سکتا ہے۔
>
> البتہ اس استثنائی حکم جواز کو وہ لوگ ہرگز نظیر نہیں بنا سکتے جو کثرت اولاد کو معیار زندگی کے اوپر اٹھانے یا کسی سطح خاص پر برقرار رکھنے میں رکاوٹ محسوس کریں فیشن کے طور پر خود ساختہ سماجی مصروفیات میں

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

خلل انداز پائیں حرص وہوس کے مذموم جذبات کی تسکین کے لیے مال برائے مال کی تحصیل کے مشاغل میں آڑے سمجھیں بلکہ یہ حکم صرف ان خاص صورتوں میں رہے گا جن میں فقر وافلاس کے ساتھ کثرت اولاد ماں باپ یا بچے کے حق میں واقعتاً ضرر رساں ہو۔**ھذا ما عندی والعلم عند الله.**"(۶۲)

بالکل یہی معتدل رائے حسن و جمال کی بقا کی خاطر عزل اور دیگر عارضی اسباب کے اختیار کرنے کی بابت کہی جا سکتی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اسے صرف امام غزالیؒ نے ہی ذکر کیا ہے ان کے بعد کے کسی فقیہ کے ہاں اس کا ذکر کم از کم راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزرا تاہم مائل بہ جمال طبیعتوں کا مشاہدہ ہر شخص کرتا ہے۔

جہاں تک امر دوم کا تعلق ہے تو راقم الحروف کی رائے یہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں "تزوجوا" امر کے صیغہ کے ساتھ ہے لیکن اس سے استحباب ہی مراد ہے۔ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

"**ويستحب ان تكون من نساء يعرفن بكثرة الولادة.**" (۶۳)

اور مستحب ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرے جو ان عورتوں میں سے ہو جو کثرت ولادت کے معاملہ میں معروف ہیں۔

لیکن چونکہ یہ امر مستحب مقاصد نکاح میں سے ایک اہم مقصد کا حامل ہے اس لیے اسے بغیر کسی عذر شرعی کے نظر انداز کرنا درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن قیمؒ نے العقم (بانجھ پن) کو بھی اسباب فسخ نکاح میں شامل کیا ہے۔ نیز عزل میں کراہت کے پہلو کی وجہ سے بھی یہی ہے۔(۶۴)

عورت کی سماجی دلچسپیاں خصوصا ملازمت کوئی ایسی بنیاد نہیں جسے اس کے فطری وظیفۂ حیات پر تفوق دیا جا سکے۔ تاہم حالات وظروف یہاں بھی گنجائش پیدا کر سکتے ہیں۔

البتہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کو چھوٹے خاندان کا فیشن،عورت کی سماجی دلچسپیاں ملازمت وغیرہ، معاشی عنصر اور عورت کا حسن و جمال ایسے اعذار محسوس نہیں ہوتے کہ ان کی خاطر عارضی منع حمل کی اجازت دی جا سکے۔(۶۵)

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حواشی وحوالہ جات

۱۔ عبدالواحد، مفتی، ڈاکٹر، فقہی مضامین، کراچی، ادارہ نشریات اسلام، ۲۰۰۶ء، ص ۲۷۹، ۲۸۰

۲۔ مودودی، سید، ابوالاعلیٰ، اسلام اور ضبط ولادت، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء، ص ۱۳، ۱۴؛ فقہی مضامین، ص ۲۹۶-۲۹۸

۳۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں:

Paul Bureau, Towards Moral bank ruptey, london, 1925, P:64

Schwarz Ornwald, The Psychology of sex, Pelican, Book, 1951, P:81

Brand H.F & Ruedi O.M, The American way of life, New York, 1951 P;652

۴۔ یہ قول بہت سے محدثین نے ذکر کیا ہے۔ بطور مثال چند حوالے درج ذیل ہیں۔
بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بیروت، دار ابن کثیر، ۱۴۰۷ھ، کتاب النکاح، باب العزل، ۱۹۹۸/۵، ح ۴۹۱۱؛ ترمذی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س۔ن کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، ۴۴۳/۳، ح ۱۱۳۷

۵۔ سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، ۴۴۲/۳، ح ۱۱۳۶

۶۔ ابن ہمام، کمال الدین عبدالواحد، شرح فتح القدیر، مصر، مطبعہ امیریہ، س۔ن، ۳/ ۱-۴

۷۔ قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح المسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۵ھ، کتاب الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء، ۲۰۸۰/۴، ح ۲۷۰۷

۸۔ شرح النووی مع صحیح مسلم، ۳۱/۱۷

۹۔ ان دونوں دلائل کا تذکرہ جعفر شاہ نے کیا ہے۔ جعفر شاہ پھلواری، اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی، لاہور، فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن، ۲۰۰۰ء، ص ۴۱-۴۲

۱۰۔ الغزالی، محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، بیروت، دار المعرفۃ، س۔ن، ۵۲/۲

۱۱۔ محمد فاروق خان، ڈاکٹر، فیملی پلاننگ اور اسلام، اسلام آباد، وزارت بہبود آبادی، س۔ن، ص ۱۰-۱۱

۱۲۔ مولانا ابوالکلام آزاد کیطرف منسوب رائے، فتاویٰ، مرتب و ناشر، فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن، س۔ن، ص ۱۰

۱۳۔ تفصیل مندرجہ ذیل کتاب میں ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی، الزبتھ لیاگن، مترجم محبّ الحق صاحبزادہ، اسلام آباد، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، ۲۰۰۲ء

۱۴۔ بنی اسرائیل ۱۷:۳۱

۱۵۔ محمود حسن گنگوہی، مفتی، فتاویٰ محمودیہ، کراچی، جامعہ فاروقیہ، ۲۰۰۵ء، ۱۸/ ۳۰۷؛ لاجپوری، عبدالرحیم، مفتی، فتاویٰ رحیمیہ، کراچی، دار الاشاعت، ۲۰۰۳ء، ۱۸۲/۱۰؛ لدھیانوی، رشید احمد، مفتی، احسن الفتاویٰ، کراچی، ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، ۱۴۲۵ھ، ۳۴۹/۸؛ نظام الدین، مفتی، نظام الفتاویٰ، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س۔ن، ۳۷۸/۱

۱۶۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، بیروت، دار الفکر، س۔ن، کتاب النکاح، باب النہی عن تزویج من لم یلد من النساء، ۲۲۰/۲، ح ۲۰۵۰؛ نسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبری، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۱ھ، کتاب النکاح، باب کراہیۃ تزویج العقیم، ۶۵/۶، ح ۳۲۲۷

۱۷۔ اسلام اور ضبط ولادت، ص ۶۳

۱۸۔ بنی اسرائیل ۱۷:۳۱

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۹۔ مولانا اسحاق بھٹی کا ایک سوال کے ذیل میں جواب، اندیشے اور حقائق، ناشر لاہور، فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن، ۱۹۹۹ء، ص ۱۸۔۲۰؛ اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی، ص ۲۵۔۳۱
۲۰۔ فیملی پلاننگ اور اسلام، ص ۳۲
۲۱۔ اندیشے اور حقائق، ص ۲۷
۲۲۔ اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی، ص ۹۶
۲۳۔ فیملی پلاننگ اور اسلام، ص ۴۴۔۴۶
۲۴۔ اندیشے اور حقائق، ص ۳۱۔۳۲
۲۵۔ فیملی پلاننگ اور اسلام، ص ۳۴۔۳۹
۲۶۔ فیملی پلاننگ اور اسلام، ص ۳۷
۲۷۔ رضی الدین، سید، مغرب میں بڑھتی ہوئی مسلم آبادی، (ماہنامہ) ترجمان القرآن، مدیر، پروفیسر خورشید احمد، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، جولائی، ۲۰۰۷ء، ص ۶۲۔۶۳
۲۸۔ فتاویٰ محمودیہ، ۱۸/ ۳۱۵
۲۹۔ اسلام اور ضبط ولادت، ص ۱۰۷۔۱۰۹
۳۰۔ فتاویٰ محمودیہ، ۱۸/۳۰۴۔۳۰۵
۳۱۔ فقہی مضامین، (مرتب) مجاہد الاسلام قاسمی، کراچی، ادارہ ترجمان القرآن، س ن، ص ۲۹۸
۳۲۔ شمس الدین، مفتی، ضبط تولید کا مسئلہ، مشمولہ جدید فقہی مباحث، ۱/ ۲۵۵
۳۳۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من التبتل والخصاء، ۵/۱۹۵۲، ح ۴۷۸۷
۳۴۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من التبتل والخصاء، ۵/۱۹۵۳، ح ۴۷۸۸
۳۵۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من التبتل والخصاء، ۵/۱۹۵۲، ح ۴۷۸۶
۳۶۔ ان دو دلائل کا ذکر مندرجہ ذیل کتب و مقالہ جات میں ہے۔
احسن الفتاویٰ، ۳۴۵۔۳۵۰؛ فتاویٰ رحیمیہ، ۱۰/۱۸۳؛ فقہی مضامین، ص ۲۹۹۔۳۰۰؛ نیز جدید فقہی مباحث جلد اول میں موجود مندرجہ ذیل حضرت کی آراء
الف۔ مولانا سعود عالم قاسمی، ص ۲۸۳ ب۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، ۳۰۳۔۳۰۴
ج۔ مولانا زبیر احمد قاسمی، ۳۲۵۔۳۲۶ د۔ مولانا مفتی ظفیر الدین، ۳۳۴۔۳۳۵
ھ۔ مولنا جنید عالم قاسمی، ۳۳۶۔۳۳۷
۳۷۔ النساء ۴:۱۱۹
۳۸۔ آلوسی، سید محمود، روح المعانی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س۔ن، ۵/۱۵۰
۳۹۔ البقرۃ ۲:۱۸۷
۴۰۔ مولانا زبیر احمد قاسمی کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/ ۳۲۵۔۳۲۶
۴۱۔ مفتی ظفیر الدین کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/ ۳۳۵؛ مولانا جنید کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/ ۳۶۷
۴۲۔ مفتی محمد زید کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/ ۳۴۶
۴۳۔ فقہی مضامین، ص ۳۰۰
۴۴۔ فتاویٰ رحیمیہ ۱۰/ ۱۹۰
۴۵۔ فقہی مضامین، ص ۳۰۰
۴۶۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/ ۳۰۶؛ زبیر احمد قاسمی کی رائے، ۱/ ۳۲۶۔۳۲۷؛ مفتی محمد زید کی رائے، ص ۱/ ۳۴۷؛ مولانا محمد جنید قاسمی کی رائے، ۱/ ۳۶۸

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۴۷۔ رحمانی، خالد سیف اللہ، مولانا، جدید فقہی مسائل، کراچی، زم زم پبلشرز، ۲۰۰۶ء، ۱/ ۲۰۱۔۲۰۲

۴۸۔ اشفاق احمد، مفتی، ضبط تولید کا تاریخی ارتقاء اور اس کی طبی و شرعی حیثیت، ناشر، سرحد، دار العلوم عربیہ ٹیری کرک، س۔ن، ص۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۷، ۱۲۸

۴۹۔ جدید فقہی مسائل، ۱/ ۲۰۲۔۲۰۳

۵۰۔ سعود عالم قاسمی کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/ ۲۸۴

۵۱۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت، دار الفکر، ۱۳۸۶ھ، ۳/ ۱۷۶؛ شیخ نظام و جماعۃ علماء، فتاویٰ عالمگیری، کوئٹہ، مکتبۃ رشیدیہ، ۱۴۰۳ھ، ۵/ ۳۵۶

۵۲۔ احسن الفتاویٰ، ۸/ ۳۴۷؛ گوہر رحمٰن، مولانا، تفہیم المسائل، مردان، مکتبہ تفہیم القرآن، ۱۹۹۸ء، ۱/ ۲۵۱

۵۳۔ فقہی مضامین، ص ۳۰۱

۵۴۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے، جدید فقہی مباحث ۱/ ۳۶۰، مفتی محمد زید کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/ ۳۴۷

۵۵۔ جدید فقہی مباحث، ص ۱/ ۲۶۴، ۲۹۰، ۳۲۸، ۳۲۹

۵۶۔ فتاویٰ رحیمیہ، ۱۰/ ۱۸۳، ۱۸۵؛ احسن الفتاویٰ، ۸/ ۳۴۸؛ نظام الفتاویٰ، ۱/ ۳۷۸

۵۷۔ نظام الفتاویٰ، ۱/ ۳۷۸، ۳۷۹؛ مولانا جمیل احمد نذیری کی رائے۔ جدید فقہی مباحث، ۱/ ۳۲۰

۵۸۔ مولانا جمیل احمد نذیری کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/ ۳۲۰؛ مولانا مفتی زید کی رائے، جدید فقہی مباحث، ۱/ ۳۵۴

۵۹۔ عزل کے بارے میں متعارض روایات کے درمیان ترجیح و تطبیق دونوں کی صورت نکلتی ہے، تفہیم المسائل، ۱/ ۲۵۱۔ ۲۵۸

۶۰۔ ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، بیروت دار الفکر، ۱۹۹۲ء، ۶/ ۳۴۷

۶۱۔ عثمانی، شبیر احمد، مولانا، فتح الملہم، مکتبہ مدنیہ، لاہور، س۔ن، ۳/ ۵۱۳

۶۲۔ جدید فقہی مباحث، ۱/ ۳۳۰

۶۳۔ ابن قدامہ، موفق الدین عبداللہ بن احمد، المغنی، مصر مکتبۃ القاہرہ، س ن، ۷/ ۱۰۸

۶۴۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، بیروت، مکتبۃ المنار الاسلامیۃ، ۱۴۱۵ھ، ۵/ ۱۸۳۔۱۸۶

۶۵۔ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے پہلے سیمینار میں طے کی گئی متفقہ تجاویز متعلقہ ضبط ولادت، جدید فقہی مباحث، ۱/ ۳۹۰

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.